حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ناٹک ثمرہ نیک وبد سلوک معروف بہ عشقِ بکاؤلی وتاج الملوک اور گلزارِ نسیم(منظوم)مذہب عشق(منثور): تقابلی مطالعہ

عفیفہ ارشاد

پی۔ایچ ڈی سکالر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور

afifahasnain@gmail.com

شگفتہ عثمانی

پی۔ایچ ڈی سکالر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور

shaguftausmani6@gmail.com

ڈاکٹر الماس خانم

(Co-Respondent Author)

dr.almaskhanum@gcu.edu.pk

(اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،لاہور)

ABSTRACT

This article is a comparative study of play " Ishq-e-Bakaoli" and " Mazhab-e-Ishq" (Kisa), Guklzar-eNasim(Masnavi). This play is written by Bee. Ameer Jan Ada in 1886. Its an ancient story which has been converted into stage drama by her. The vocabulary of this script is not upto mark and there are changes in story line also. Any how Social concepts and Cultural aspects has been elaborated in a good manner.

Key Words: Comparative Study , Play Ishq-eBaqaoli , Mazhab-eIshq , Gulzar-e-Nasim , Linguistic Study, Depiction of Socio cultural issues

داستان افسانوی ادب کی قدیم ترین صنف ہے۔ادب میں نثری اور شعری قصوں کی وہ قسم کی جو عموماً تخیل، حسن و عشق، مثالی کرداروں اور مافوق الفطرت عناصر پر مشتمل ہو داستان کہلاتی ہے۔داستانوں کے بہت سے اجزاء میں ایک بین الاقوامی مماثلت پائی جاتی ہے۔ تمام دنیا کے زبان وادب میں داستان کی صنف خاص اہمیت رکھتی ہے۔اردو کی قدیم داستانوں سب رس،انوار سہیلی، قصہ مہرافروز ودلبر، نوطرز مرصع، عجائب القصص، فسانہ عجائب، طوطی نامہ، بوستانِ خیال، داستان امیر حمزہ اور طلسم ہوش ربا کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اس کے بعد فورٹ ولیم کالج میں لکھی گئی داستانوں میں باغ وبہار، بیتال پچیسی، آرائش محفل، داستانِ امیر حمزہ، نثر بے نظیر اور مذہب عشق وغیرہ بہت مشہور ہوئیں۔داستان کی صنف گو اب مستعمل نہیں ہے مگر ان داستانوں کا سحر آج بھی قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ [۱]

اس مقالہ میں "ناٹک ثمرہ نیک وبد سلوک معروف بہ عشقِ بکاؤلی وتاج الملوک" مصنفہ بی امیر جان [۲] اور "مذہب عشق" (قصہ گل بکاولی، منثور) مولفہ نہال چند لاہوری، مرتب خلیل الرحمٰن داؤدی [۳] اور گلزار نسیم (منظوم) مرتب رشید حسن خان [۴] کا تقابلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب "مجلس ترقی ادب" کے کتب خانے میں موجود ہے اور اس ناٹک سے پہلے اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ خلیل الرحمن داؤدی صاحب نے "مذہب عشق" اور رشید حسن خان نے "گلزار نسیم" کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ قصہ "گلزار نسیم" پنڈت دیاشنکر کول نسیم لکھنوی نے نہیں لکھا ہے بلکہ اس کی بنیاد ایک نثری قصے پر ہے۔اس اردو نثری تالیف کی اساس ایک فارسی نثری قصہ ہے جس کے مصنف عزت اللہ بنگالی میں اور اس اس کا سنِ تصنیف ۱۱۲۴ ہے۔نہال چند لاہوری نے ۱۲۱۷ھ میں اسے اردو میں منتقل کیا اور مذہب عشق عنوان دیا۔اس کے بعد دیا شنکر نسیم نے ۱۲۵۴ھ میں اسے اردو نظم کا جامہ پہنایا اور گلزار نسیم نام رکھا۔

خلیل الرحمن داؤدی صاحب اور رشید حسن خان اپنی تحقیق میں اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ قصہ عزت اللہ بنگالی کی فارسی نثر سے بھی پہلے دکنی زبان میں محفوظ تھا اور نسیم لکھنوی کی گلزار نسیم سے بھی پہلے یہ قصہ اردو زبان میں نظم کے قالب میں ڈھل چکا تھا۔رشید حسن خان نے قصے کے تعارف میں لکھا ہے کہ عزت اللہ کی فارسی نثر کا ایک مخطوطہ ایشیاٹک

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

سوسائٹی، بنگال کے کتب خانے میں ہے۔ فہرست مخطوطات کے مرتب نے اس کی تاریخ تصنیف ۱۱۳۴ھ (۱۷۲۲ء) لکھی ہے۔ شاہان اودھ کے کتب خانوں کی فہرست میں ڈاکٹر اسپر نگر نے ایک اردو مثنوی "تحفہ مجلس سلاطین" میں بھی قصہ بکاولی کے منظوم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر اسپر نگر نے ہی ایک اور دکنی نسخے کا پتہ دیا جو اودھ کے بارود خانے کے کتاب خانے میں محفوظ تھا اور ۱۰۳۵ھ کا تصنیف شدہ تھا۔ یہ دونوں کتابیں عزت اللہ بنگالی کے فارسی قصے سے پہلے معرض وجود میں آچکی تھیں۔ خلیل الرحمن داؤدی کے مطابق "گلزار نسیم" کاماخذ نہال چند لاہوری کا اردو قصہ "مذہب عشق" نہیں بلکہ ان کے سامنے کم از کم ایک اردو مثنوی مسمّیٰ بہ "باغ بہار" ۱۲۱۱ھ مصنفہ ریحان الدین ریحان لکھنوی اور ایک فارسی مثنوی مصنفہ رفعت لکھنوی بھی ہیں۔ یہ دونوں مثنویاں "باغ بہار" کے ۴۴ سال بعد لکھی گئیں اور دیا شنکر نسیم نے اس مثنوی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کے اشعار کے مطالب ہی نہیں بلکہ لاتعداد اشعار اور مصرعے بلا کسی لفظی تبدیلی کے جوں کے توں اپنے یہاں، بلا کسی اعتراف کے نقل کر لیے ہیں۔ نہال چند لاہوری کی یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۸۰۴ء میں کلکتہ سے چھپی اور آج تک چھاپی جارہی ہے۔ یہ قصہ اس قدر مشہور و معروف ہے کہ تقریباً ۲۰۰ سال گذر جانے کے بعد بھی اس کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی۔ اردو تھیٹر نے اس داستان سے تین ناٹک برآمد کیے۔ پہلا گل بکاولی، دوسرا سنگین بکاولی اور تیسرا چترا بکاولی۔[۵]

تعارف قصہ:

یہ قصہ جس کا نام "ناٹک ثمرہ نیک وبد سلوک معروف بہ عشقِ بکاؤلی وتاج الملوک" ہے، بی امیر جان صاحبہ ادا نے لکھا ہے۔ وہ انڈین امپیریل تھیٹریکل کمپنی میں چیف ایکٹریس کی حیثیت سے کام کرتی تھیں۔ یہ کتاب ۱۸۸۶ھ میں آگرہ سے مطبع الٰہی کے چھاپہ خانہ سے محمد مچھو خان نے چھپوائی۔ یہ بار دوم ہے۔ دیباچہ میں امیر جان صاحبہ بتاتی ہیں کہ ان کا تخلص ادا ہے اور وہ شہر باندہ کی رہنے والی ہیں۔ اس قصہ کے لکھنے کی وجہ بتاتے ہوئے وہ یہ کہتی ہیں کہ جب یہ کمپنی باندہ شہر آئی اور اس نے ڈرامے پیش کیے تو انھوں نے ان کے پیش کردہ ڈرامے دیکھے۔ انھیں یہ ڈرامے (ناٹک) بہت پسند آئے۔ اس وقت ان کے دل میں بھی اس طرح کا ڈرامہ لکھنے کا شوق ابھرا مگر اس فن سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ ڈرامہ نہ لکھ سکیں۔ امیر جان نے ۱۸ جنوری ۱۸۸۶ء کو شہر فتح پور میں اس کمپنی میں چیف ایکٹریس کی حیثیت سے ملازمت کر لی۔

بی امیر جان نے دیباچہ میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس ڈرامے کو لکھنے کے لیے انھوں نے "قصہ مذہب عشق" اور گلزار نسیم سے مدد لی ہے اور اس میں چند مضامین کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس ناٹک میں انھوں نے عربی اور ہندی کی بہت سی بحروں کا استعمال کیا ہے۔ اس ڈرامے میں دھن، تال، راگ اور راگنیوں کا استعمال وقت اور کرداروں کی حالت کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔ دیباچہ میں لکھتی ہیں:

"اوپیرا ناٹک[٦] مین[٧] اس امر کا لحاظ واجبات سے ہے کہ کلام خاص اوسی[٨] راگ یا راگنی میں ادا کیا جاوے جو متکلم کی حالت موجودہ کے موافق اور اوسکے[٩] مناسب حال ہو گو اس راگ یا راگنی کا وقت نہو[١٠] اور عام چیزوں کی دھن بلحاظ وقت ہونا چاہیے"۔[۱۱]

اس ناٹک کے آغاز میں ترقیمہ بھی موجود ہے جس میں شہر کا نام الٰہ آباد اور تاریخ ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء درج ہے۔ بی امیر جان کا نام بھی راقمہ کے طور پر درج ہے۔

تقابلی مطالعہ: ناٹک عشق بکاؤلی و تاج الملوک اور مذہب عشق، گلزار نسیم

"گلزار نسیم" اور "مذہب عشق" دونوں کا آغاز حمد، نعت اور منقبت سے ہوتا ہے۔ "مذہب عشق" میں وجہ تصنیف بھی بیان کی گئی ہے۔ قصے کے کردار اور نام و مقام ایک جیسے ہیں۔ "گلزار نسیم" نظم میں اور "مذہب عشق" نثر میں تاج الملوک اور بکاؤلی کے عشق کی کہانی ہے۔ دونوں قصوں میں واقعات کی ترتیب ایک جیسی ہے۔ قصہ پورب کے بادشاہ زین الملوک کے بارے میں ہے جو اپنے پانچویں بیٹے تاج الملوک کا چہرہ دیکھنے کی وجہ سے نابینا ہو گیا اور اطباء کے مطابق اس کا علاج صرف بکاؤلی کے پھول سے ممکن تھا۔ پانچوں شہزادے گل بکاؤلی کی تلاش میں نکلے اور راستے میں لکھا بیسوا کے شکار بنے۔ شہزادہ تاج الملوک نے لکھا بیسوا کو شکست دے کر بے دام غلام بنا لیا اور اس کی مدد سے بہت سی کٹھنائیوں کے بعد گل بکاؤلی لانے میں کامیاب ہوا۔ داستان میں ضمنی قصوں کی مدد سے کہانی کو مختلف موڑ دے کر تاج الملوک اور بکاؤلی کی شادی کے ساتھ ایک خوشگوار انجام تک پہنچایا گیا ہے۔

"مذہب عشق" کا آغاز بالترتیب حمد، نعت، منقبت اور وجہ تصنیف کتاب سے ہوتا ہے۔ قصہ چھبیس ابواب پر مشتمل ہے۔ قصہ ٹکڑوں کی شکل میں نظم اور نثر دونوں میں بیان کیا گیا ہے۔نظم لکھنے کے لیے بحر ہزج مسدس محذوف استعمال کی گئی ہے۔

الٰہی کر سخن میرے کو وہ پھول
کہ ہو ہر ایک کے دل کا وہ مقبول ۱۲؎

گلزار نسیم کا آغاز بھی بالترتیب حمد نعت اور منقبت سے ہوتا ہے۔گلزار نسیم کوبحرہزج مسدس اخرب مقبوض و محذوف میں لکھا گیا ہے۔بی امیر جان کے تحریر کردہ ''ناٹک'' کا آغاز یک دم اس منظر سے ہوتا ہے جب بادشاہ اپنے بیٹے کو دیکھنے کے بعد اندھا ہو جاتا ہے۔ "ناٹک عشق بکاولی و تاج الملوک" لکھنے کے لیے ''سینتیس''کردار متعارف کروائے گئے ہیں اور"تین ایکٹ" بنائے گئے ہیں۔ پہلا ایکٹ"آٹھ مناظر" پر مشتمل ہے، دوسرا ایکٹ"چار مناظر" اور تیسرا ایکٹ "چھ مناظر" پر مشتمل ہے۔اس ناٹک کی ابتدا میں بحر زمزمہ /متدارک مسدس مضاعف استعمال کی گئی ہے۔

گئی بینائی آنکھوں سے جو وہ نور نظر دیکھا
یہ دیدار پسر مین ہائے کیا اولٹا اثر دیکھا ۱۳؎

ناٹک کے آغاز میں "اصطلاحات ناٹک"کے عنوان سے وہ انگریزی الفاظ جو اس کتاب میں استعمال کیے گئے ہیں ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔مثلاً

ایکٹ: ناٹک کا ایک باب
سین: ایک ایکٹ کا وہ حصہ جسکے واقعہ مندرجہ ایک وقت اور ایک مقام پر ظہور من آئین
ایکٹر: تماشہ کرنے والا
اسٹیج: تماشہ کرنے کا مقام
اینٹر: کسی خاص ایکٹر کا اسٹیج میں داخل ہونا
ایگزٹ: کسی خاص ایکٹر کا سٹیج مین سے چلا جانا
ڈراپ سین: وہ پردہ جو ہر ایکٹ کے اختتام پر گرتا ہے۔ (ص: ۳)

ناٹک کے ہر منظر میں دھن اور تال، ماحول اور کردار کی حالت کے ساتھ بحر بھی بدل جاتی ہے اور بعض مقامات پر تو صرف دھن اور تال کا خیال رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے وزن اور بحر متوازن نہیں رہے۔ناٹک میں زلہ کلیان، جنجوٹی، کہماچ، مانڈ، بلاول، پیلو، جوگیا، اساوری، بھیرویں، مالکوس اور بہاگ کی دھنیں استعمال کی گئی ہیں۔اس کے علاوہ تال میں قوالی، دادرا، چاچر، بریلوی ٹھیہ کمہ، پشتو اور پنجابی کہروا ستعمال کیا گیا ہے۔فنکاروں کے گانے کے لیے طرزیں بھی لکھی گئی ہیں۔

اصل قصہ اور ناٹک میں بہت اختلاف موجود ہے۔ ناٹک کو چونکہ سٹیج پر پیش کیا جانا تھا لہذا اس میں راگ راگنیوں، لباس اور ان پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے جو ناظرین کے جذبات کو متحرک کر دیں۔ مثلاً اس ناٹک کے دوسرے ہی منظر میں شہزادہ تاج الملوک کی ملاقات اپنی ماں سے جنگل میں ہو جاتی ہے جبکہ اصل قصہ میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے۔

باپ نے دی ہے سزا وہ مجھکو کچھ بیجا نہین
کیا مجھے وہ دیکھکر ای مان ہوا اندھا نہیں

بد نصیبی نے مری مجھے چھڑایا ہے وطن

کچہ کسی سے مجھکو قسمت کے سوا شکوہ نہیں۱۴

تصحیح قیاسی:

باپ نے دی ہے سزا وہ مجھ کو کچھ بے جا نہیں
کیا مجھے وہ دیکھ کر یہ ماں ہوا اندھا نہیں

بد نصیبی نے مری مجھے چھڑایا ہے وطن
کچھ کسی سے مجھ کو قسمت کے سوا شکوہ نہیں

اسی طرح اصل قصے کی نسبت ناٹک میں قید خانے کے مناظر زیادہ بڑھا کر پیش کیے گئے ہیں اور وہاں شہزادہ ایران، وزیر زادہ ایران، اسیر توران، داروغہ زندان اور چاروں شہزادوں کی گفتگو کے ذریعے دلبر لکھا بیسوا کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ملاحظہ کیجیے:

شاہزادہ ایران

شہزادہ ایران کا ہون مین اور پدر شہ اعظم ہے
چکی پیتے مرا ہائے یہاں لب پر دم ہے ۱۵

وزیرزادہ ایران

میری تمہاری یہوئی قسمت مین تو ہون ابن وزیر
میرے لیے جاروب کشی کی کہیے مشقت کیا کم ہے ۱۶

امیر توران

مین ہون امیر توران مجھکو تو سب سے بڑہکر غم ہے
آہ مسالہ پیتے پیتے پشت ہوئی میری خم ہے ۱۷

ناٹک میں مادر ملکہ کا کردار بڑھایا گیا ہے۔وہ دوبارہ جنگل میں ایک وزیر سے بھی ملتی ہے جو اسے بتاتا ہے کہ تمھارا بیٹا تاج الملوک زندہ ہے۔اسی طرح گل بکاولی اپنی سہیلیوں (پریوں) کو بتاتی ہے کہ اس نے خواب میں ایک حسین مرد کودیکھاہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔اب مجھے اس کی تلاش ہے۔اس خواب کا اصل قصہ میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

خواب مین شب کو لب نہر تھی مین سیر کناں
اوڑ کے ایک بگلہ میرے ہاتہہ پہ آ بیٹھا وہان خوابمیں
پہر نمودار یکایک ہوا وان کوہ بلند
اور کشتی پہ نظر آیا حسین ایک جوان خوابمیں۱۸

"قصہ مذہب عشق" میں تاج الملوک اپنے باپ زین الملوک کو ملک نگاریں میں بلاتا ہے اور اپنا آپ ظاہر کرتا ہے نیز اپنی ماں سے ملنے باپ کے محل میں جاتا ہے جبکہ "ناٹک ثمرہ نیک و بدسلوک معروف بہ عشق ِبکاؤلی و تاج الملوک"میں شہزادہ شہزادہ تاج الملوک اپنے باپ کے محل میں جاتا ہے اور وہاں دلبر لکھا اور بکاؤلی مردانہ لباس میں موجود ہوتی ہیں۔ شہزادہ اپنے ہمراہ وزیر اور اپنی ماں کو بھی لے جاتا ہے اور وہاں وہ اپنا راز افشا کرتے ہیں۔

بی امیر جان نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے "مذہب عشق"اور "گلزار نسیم" سے یہ قصہ لیا ہے۔ مصنفہ نے کہانی تو وہاں سے لی ہی ہے مگر اس قصے میں صفحہ نمبر(۴۴) پر جہاں بکاؤلی اپنے پھول کے چوری ہو جانے پر غم و غصے کا اظہار کر رہی ہے وہاں پندرہ اشعار "گلزار نسیم" سے ہو بہو نقل(سرقہ) کر لیے ہیں تاہم ان کا املا بدل دیا گیا ہے۔

ہے ہے مرا بہول لیگیا کون
ہے ہے مجھے خار دیگیا کون
ہاتہہ اوسپہ اگر پڑا نہین ہے
بو ہو کے تو پہول اڑا نہین ہے

تینوں قصوں میں مافوق الفطرت عناصر کثرت سے موجود ہیں۔ بادشاہ، ملکہ، محلات، پریاں، دیو، جنات، فرشتے، طلسمی صحرا۔ طلسمی حوض، آدمی کا شکل بدل لینا، زرو جواہر کی کثرت یہ سب لوازمات ان داستانوں کو خوبصورت بناتے ہیں اور انسان جب بادشاہوں اور شہزادوں کے الم دیکھتے ہیں تو ان کو اپنے دکھ بھی قابل قبول لگتے ہیں اور کہانی کا طربیہ انجام ان کے جذبات کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ناٹک میں ملک شرق، فردوس شہر، پرستان اور ایران و توران کا تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ "مذہب عشق" اور "گلزار نسیم" میں پورب، شرق ستان، شہر فردوس، ملک نگاریں، کوہ قاف، جزیرہ فردوس، امر نگر، سنگل دیپ اور جزیرہ ارم کا بیان ہے۔اس فرق کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ناٹک کو ایک مخصوص وقت میں سٹیج پر کر کے دکھانا تھا اس لیے اسے مختصر رکھا گیا اور وہ مناظر بڑھائے گئے جو ناظرین میں رحم اور ترس کے جذبات پیدا کریں اور تزکیہ نفس کا باعث بنیں۔ناٹک میں ماں اور بیٹے کا جنگل میں ملنا، مادر ملکہ کا جنگل میں وزیر سے ملنا اور بادشاہ کا مادر ملکہ کے قتل کا حکم کا پروانہ وزیر کے ذریعے پانا، شہزادے کی آنکھیں نکالنے کا حکم سن کر ماں کے جذبات کا اظہار، دلبر بیسوا کی بیٹی جمیلہ اور گل بکاؤلی کا شہزادے کی جدائی میں جو حال تھا، نسبتاً طویل انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ناظرین کی توجہ سٹیج کی جانب مبذول رہے۔

لسانیاتی مطالعہ:

یہ کتاب ۱۸۸۶ء میں چھپی ہے۔ تاہم یہ ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ ہے جو ۱۹۰۴ء تک اسی طرح چھپتا رہا ہے۔ کاتب کا املا بہت خراب ہے اور اس میں بہت سے الفاظ مروجہ املا سے ہٹ کر لکھے گئے ہیں۔ذیل میں ناٹک کے لسانیاتی مطالعے کے بعد اخذ شدہ فرق کا خلاصہ درج ہے۔

مرکبات کی لکھاوٹ:

اس ناٹک کو پڑھیں تو علم ہوتا ہے کہ کاتب نے اکثر الفاظ اور مرکبات کو ملا کر لکھا ہے۔جیسے کہ:

ہوشمیں / ہوش میں ، مجھکو/ مجھ کو ، تجھپر / تجھ پر ، کسلیے / کس لیے ، خوابمیں / خواب میں ، بیگنہ / بے گناہ ، نجا / نہ جا ، آدمزاد/ آدم زاد ، جسدم / جس دم ، ہمپر/ ہم پر ، بھریگا / بھرے گا ، لیچلے / لے چلے ، ہمکو / ہم کو ، نہو/ نہ ہو ، ابتو / اب تو ، ہمسپر/ ہم سب پر ، پاونگا/ پاؤں گا ، گلرخو/گل رخوں ، جلد سنہ/جلدی سے ، ملیگا/ملے گا ، بیجرموں / بے جرموں ، تجہ سا/ تجھ سا ، ہمسی/ ہم سی وغیرہ ایسے تمام الفاظ کو مروجہ املا کے ساتھ لکھا جائے تو مفہوم اور املا دونوں واضح ہو جاتے ہیں۔

ہائے حطی، ہائے ہوز اور مخلوط ھ کا استعمال:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اس نسخے میں کاتب نے ح، ہ اور ھ یعنی ہائے حطی، ہائے ہوز اور ہائے مخلوط کے استعمال میں کوئی تخصیص نہیں کی بلکہ ہر لفظ میں ہائے مجہول (ہوز) استعمال کی گئی مثلاً دیکہ ہیے / دیکھیے، پہر/ پھر ، دہن /دھن ، کچہ / کچھ ، بہی / بھی ، تہوڑی / تھوڑی ، گدہو / گدھو ، ڈہونڈ / ڈھونڈ ، پہوڑ/پھوڑ ، کہل/کھل ، لاکہہ/لاکھ ، چوتہا/چوتھا ، آنکہیں /آنکھیں ، ہاتہہ/ہاتھ ، دہول/دھول ، کہماج/کھماج ، پہول/پھول ، بہولی/بھولی ، گہی/گھی ، کہاؤ/کھاؤ ، بہائیو/بھائیو

ن اور نون غنہ کا استعمال:

اسی طرح ن اور ں (غنہ) کے استعمال میں کوئی فرق نہیں ہے۔ن غنہ کی بجائے تمام مقامات پر نکتے والان استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ:

پائین / پائیں ، نہو/ نہ ہو ، ہون / ہوں ، نہین / نہیں ، مرون/مروں ، چارون/چاروں ، لائین/لائیں

پیش (ُ) کا استعمال:

کچھ لفظوں میں پیش (و) ظاہر کرنے کے لیے واو لکھا جاتا تھا مثلاً اوس / اس ، اولٹا/ الٹا ، اوسی/ اسی اسی طرح لئے اور کئے حمزہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں جبکہ موجودہ املا میں ہم انھیں لیے اور کیے نقطوں کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اسی طرح' ڈ ' کی بجائے ' د ' کا استعمال کیا گیا ہے۔مثلاً دہونڈ/ڈھونڈ اور تتوری/تھوڑی کا املا بھی فرق ہے۔

ناٹک ثمرہ نیک و بدسلوک معروف بہ عشقِ بکاؤلی و تاج الملوک اور سماجی شعور

ناٹک پڑھتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ قصہ مختصر کرنے کے باوجود، ایک ہندوستانی معاشرے کی جھلک واقعات اور زبان و بیان میں نظر آتی ہے۔ سماجی رویے، زبان و بیان، الفاظ و محاورات کا استعمال عمدہ ہے۔ کرداروں کی جذباتی کیفیات عمدگی سے بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً شہزادہ زین الملوک کا ماں سے جنگل میں ملنا اور اس بات پر افسردہ ہونا کہ اس کی وجہ سے ماں کو محل بدر کر دیا گیا۔

ے میرے ہی باعث ہوئی تجھکو بھی ذلت نصیب
ظلم ہے ای والدہ کچہہ اسمین والد کا نہیں ۱۹؎

اسی طرح قمار بازی، سوکنوں کا جلاپا، عشق کی کیفیات، شرط بد کر چوسر کھیلنا جیسے عمل جو ہندوستانی معاشرے کی عمومی صورتحال کی غمازی کرتے ہیں ناٹک میں بھی عمدگی سے بیان کیے گئے ہیں۔

ے اے بے صبرو گھبراؤ نہیں بھگتو سزائے بد اعمال
قمار بازی تو بس دولتمندون کے حقمیں سم ہے ۲۰؎

ے جو گہر اوسکے جاتا ہے کوئی بشر
کہلاتی ہے چوسر اوسے بد کر ۲۱؎

ے شک نہیں کچہہ آپ ہین لاریب ملکہ بیگناہ
آپکی سوتنوں کے کہنے پر چلا ہے بادشاہ ۲۲؎

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اسی طرح بہت سے اشعار مذہبی پہلوؤں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جبکہ ملکہ اپنے قتل اور بیٹے کی آنکھیں نکالنے کا فرمان سنتی ہے تو خود کشی کا ارادہ کر لیتی ہے۔وزیر اسے روکتے ہیں اور مذہب کا حوالہ دیتے ہیں۔

ے کیون خودکشی تو کرتی ہے ای ملکہ بیخبر
دنیا کو خوف تجھکو نہین تو خدا سے ڈر ۲۳؎

ے مہر سے پشت میں چارون کے دغواون گی
اون کے آتے ہی یہ ارشاد بجا لاون گی ۲۴؎

دلبر بیسواکا شہزادوں کی پیٹھ پر مہر لگانا، دلبر بسوا کے ناز و انداز، جنوں کا حضرت سلیمان کی قسم کھانا، نجومیوں کا زائچہ دیکھنا اور خبریں سنانا، فرشتہ کی تاج الملوک کی مدد کو آنا، سب مقامی ماحول اور تہذیب و ثقافت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

روزمرہ اور محاورہ کا استعمال:

زبان و بیان کی سطح پر اگر اس ناٹک کا مطالعہ کیا جائے تو روزمرہ اور محاورہ کا خوب صورت استعمال قاری کی توجہ کو مبذول کرتا ہے۔ مادر ملکہ کی گفتگو میں خصوصاًخواتین کا خاص انداز نظر آتا ہے۔مثلاً "عقل پہ خالق کی مار" اسی طرح "مسخری بھولنا"،"گھی شکر کھانا"، "شامت کا مارا"،"اے نابکارہ تیرا خانہ خراب ہو" ، "تیرا بھلا ہو" ، "آپ کا دولت خانہ" ، "شیطان کے چیلو" ، "بھیدی ہونا" جیسے محاورات اور روزمرہ گفتگو کا حسن بڑھاتے ہیں۔حسن و جمال کی تعریف کے لیے خوبصورت تشبیہات و استعارات اور تلمیحات مثلاً "لب گویا" , "چشمہ حیواں" ، "گل غنچہ دہن" ، "خندہ لب" ، "غیرت حور" ، "غنچہ امید" ، "غنچہ آرزو" ، "چشم گریاں" ، "کشتی مراد" جیسی تشبیہات ناٹک کو مزید خوبصورت بناتی ہیں۔ چند امثال ملاحظہ کریں: ص: ۲۶ تا ۳۰

ے آیا نظر تجھے کون وہ یوسف
چاہ میں جس کی ہے باؤلی

ے یہ آگاہی دیتا ہوں اسدم تجھے
سلیمان نبی کی ہونمین نسل سے

ے آنکھون سے لگایا تو بصارت ہوئی دونی
یہ پھول ہے یا عینک خورشید درخشان

ے اس جگہ سوئی کیا یہ حور جنان
جلوہ گر یا کہ ہے مہہ تابان

ے آئے تھے لینکو گل غنچہ دھن یہان خندہ لب
دیکے ابدل جان تجھے ہم چشم گریان لیچلے

قافیہ پیمائی:

ناٹک میں عمومی طور پر قافیہ ردیف کا عمدہ خیال رکھا گیا ہے اور کہیں کہیں نثر میں بھی قافیہ ردیف نظر آتا ہے۔ مثلاً دیو کلاں کا تعارف کرواتے ہوئے مصنفہ لکھتی ہیں، دنیا کی آفت،جہاں کی مصیبت، دوزخ کا نگہباں، برادر شیطاں، آدمزاد کا دشمن، سچ مچ کا اہرمن، کوہ تن دیو مرا نام، آدمی کا شکار اپنا کام''۔اسی طرح یہ ناٹک نظم و نثر کا حسین امتزاج ہے۔ ناٹک میں جہاں جہاں منظر بدلا ہے مصنفہ نے لکھتے ہوئے ہیئت کی وضاحت بھی کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ہے۔مثلاً لکھتی ہیں مثنوی (تحت اللفظ)،مسدس، ٹھمری، نثر مقفیٰ، غزل، گیت انگریزی، ابیات(تحت اللفظ)، شعر خوانی۔غالباً ان ہدایات کا مقصد یہی ہے کہ ایکٹر وضاحت کے ساتھ جذبات کی عکاسی کر سکیں اور ہر صنف کے ساتھ انصاف کر سکیں۔

یہ ناٹک عوام کی تفریح کے پیش نظر لکھا گیا اور اس کے بنیادی قصے میں زیادہ تبدیلیاں نہیں کی گئیں۔ ایک مشہور داستان کو موضوع بنا کر عوام الناس کی توجہ تھیٹر کی جانب مبذول کی گئی ہے۔راگ اور راگنیوں، لباس و زیورات اور مافوق الفطرت کرداروں کے ذریعے قصہ کی دلچسپی کو قائم رکھا گیا ہے۔ لسانی اعتبار سے نسخہ عوامی بول چال اور املاء کو ظاہر کرتا ہے۔ جو ادبا کی زبان و املاً سے مختلف ہے۔تاہم اس ناٹک سے اس داستان کی شہرت اور عوام کی اس قصے سے دلچسپی ظاہر ہوتی ہے کہ اردو ادب میں گل بکاؤلی کے قصے کی اہمیت ہمیشہ قائم رہے گی۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ گیان چند، ڈاکٹر،اردو کی نثری داستانیں، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۱۸،ص ۶۱
۲۔ امیر جان،بی، ناٹک ثمرہ نیک و بد سلوک معروف بہ عشق بکاؤلی و تاج الملوک، بار دوم، آگرہ: مطبع الٰہی۱۸۸۶
۳۔ نہال چند لاہوری،مولف، مذہب عشق، مرتب، خلیل الرحمٰن داؤدی، اشاعت دوم،لاہور: مجلس ترقی ادب، جون ۲۰۰۸
۴۔ دیا شنکر نسیم،گلزار نسیم،رشید حسن خان،مرتب، مثنوی گلزار نسیم، دلی، مکتبہ جامع لمیٹیڈ،۲۰۰۷۔
۵۔ خلیل الرحمٰن داؤدی، مرتب، مقدمہ مذہب عشق،ص ۷
۶۔ اوپیراناٹک: ایسا ڈرامہ جس میں موسیقی کا عنصر غالب ہوتا ہے اوپرا(Opera)کہلاتا ہے۔گرینڈ اوپرا میں ہر مکالمہ گایا جاتا ہے۔
۷۔ مین: میں
۸۔ اوسی: اسی
۹۔ اوسکے: اس کے
۱۰۔ نہو: نہ ہو
۱۱۔ دہن: دھن
۱۲۔ خلیل الرحمٰن داؤدی، مذہب عشق،ص۳۶
۱۳۔ امیر جان بی،ناٹک ثمرہ نیک و بد، گل بکاؤلی و تاج الملوک:ص۵
۱۴۔ ایضاً: ص۸
۱۵۔ ایضاً: ص۹
۱۶۔ ایضاً: ص۹
۱۷۔ ایضاً: ص۹
۱۸۔ ایضاً: ص۹
۱۹۔ ایضاً: ص۸
۲۰۔ ایضاً: ص۱۰
۲۱۔ ایضاً: ص۱۳
۲۲۔ ایضاً: ص۱۷
۲۳۔ ایضاً: ص۱۷
۲۴۔ ایضاً: ص۱۷